رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM QADIAN

الحکم

دور جدید

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم باتو گر آئی بہادر قادیاں بینی ❁ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے ما ر
امراء و رؤسا سے صہ ر
معاونین سے عسہ
عوام سے صمہ ر
ممالک غیر سے ۱۲ ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ ر

جلد ۳۸ | قادیان - ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء یوم پنجشنبہ | نمبر ۷

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے سرکردہ ممبروں کی اپیل کا مخلصانہ جواب

ممبران انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ایک پوسٹر چند روز ہوئے شائع ہوا ہے - اور اس میں ہم لوگوں سے جو قادیان کے مرکز سے تعلق رکھتے ہیں خواہش کی گئی ہے کہ ہم ان سے مباحثہ کر کے تصفیہ کریں کہ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا دعویٰ کیا تھا - اور ان کے انکار کی خدا تعالیٰ کے نزدیک کیا حقیقت ہے - ہم ان دوستوں کے اس اعلان کا بہت خوشی سے خیر مقدم کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں ان امور کا تصفیہ تہ دل سے منظور ہے - بلکہ ہماری یہ عین خواہش ہے کہ کسی طرح موجودہ اختلاف کے مٹنے کی صورت پیدا ہو - اور ہمارے بچھڑے ہوئے دوست ہم سے پھر آملیں۔ لیکن ہم اپنے دوستوں سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں - کہ جو طریق فیصلہ آپ لوگوں نے تجویز کیا ہے - اس کے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں - کیونکہ اس طریق فیصلہ میں آپ کی اصل غرض بہر حال یہی ہے کہ فیصلہ غیر احمدیوں سے کرایا جائے - اور یہ غرض پہلے پوری ہو چکی ہے - کیونکہ آپ کے شملہ کے سکرٹری اور مولوی عمر الدین صاحب شملوی کے درمیان ایک غیر احمدی ثالث سر محمد عمر صاحب لیڈر کے سامنے ان ہی امور پر جواب پیش کئے جاتے ہیں بحث ہو چکی ہے - اور سر محمد عمر صاحب ہمارے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں لیکن افسوس ہے کہ آپ نے اس پر عمل نہیں کیا اور ابھی تک اپنی ضد پر قائم ہیں - پس "آزمودہ را آزمودن جہالت است" کے مقولہ کے مطابق اس طریق کے دوبارہ آزمانے کی ضرورت نہیں - اب ہم ایک نیا طریق فیصلہ جو اس سے بھی سہل ہے پیش کرتے ہیں امید ہے آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا - وہ **طریق فیصلہ** یہ ہے کہ چونکہ آپ لوگ اور ہم سب ایک وقت میں اکٹھے رہے ہیں - اور ایک ہاتھ پر جمع رہے ہیں - پس اس وقت جو بھی ہمارے عقائد تھے ہم سب مل کر ان کی تصدیق کر دیں - تو یہ سب جھگڑا ختم ہو جاتا ہے - اس کے لئے ہم آپ کو کسی مشکل میں بھی نہیں ڈالنا چاہتے - صرف یہ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جناب مولوی محمد علی صاحب اپنا جو عقیدہ تحریر کر چکے ہیں - اس پر دونوں فریق دستخط کر کے اسے شائع کر دیں - اور اسی پر فیصلہ کی بنیاد رکھی جائے - چونکہ اس وقت مولوی محمد علی صاحب رسالہ **ریویو آف ریلیجنز** قادیان کے ایڈیٹر تھے - جس کے اکثر مضامین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشورہ سے لکھے جاتے تھے - ان مضامین کے متعلق دونوں فریق کو چنداں اعتراض بھی نہیں ہو سکتا - اور بوجہ ایک گونہ نگرانی کے گو کلی طور پر نہیں مگر ایک حد تک ان مضامین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق بھی حاصل ہے

ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جو اس وقت مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے یا ان کی ادارت میں ان کے نائبوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام اور درجہ کے متعلق شائع ہو چکا ہے ہمیں اس سے اجمالاً پورا پورا اتفاق ہے (اجمالاً اسلئے کہ معمولی معمولی باتوں میں تو ایک متحدہ جماعت کے افراد میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے اور ہوتا رہتا ہے) اور ہم تیار ہیں کہ اس پر دستخط کر کے اپنے عقائد کے طور پر شائع کر دیں اور لکھائیں کہ یہی عقائد ہمارے اس وقت تھے اور یہی اب ہیں - اور آپ لوگ بھی اسی طرح اس پر اپنی تصدیق ثبت کر دیں - اور آئندہ کے لئے اختلاف ہم ان لوگوں کو اس طریق پر اس قدر انشراح صدر حاصل ہے کہ ہم مزید انتظار کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے اور ابھی اسی جگہ اعلان کئے دیتے ہیں کہ ہمارے عقائد جناب مولوی محمد علی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریرات کے عین مطابق ہیں اور ان سے **ہمیں سر مو اختلاف نہیں**۔

ہم بالفاظ جناب مولوی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ "یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں **موعود نبی** کا نزول مقدر تھا" (ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۸۳) ہمارا مولوی محمد علی صاحب کی طرح یہی عقیدہ ہے کہ مسلمانوں میں جو پیشگوئیاں مسیح موعود کے نزول کے متعلق ہیں - ان سے پایا جاتا ہے کہ اس کے نزول سے پہلے ایمان دنیا سے اٹھ جائے گا - اور جب وہ آئے گا تو دوبارہ ایمان کو قائم کرے گا" (ریویو جلد ۶ صفحہ ۸۵) ہمارا بھی مولوی محمد علی صاحب کے الفاظ میں یہ عقیدہ ہے کہ "تمام پیشگوئیاں اس امر میں متفق ہیں کہ **پیغمبر آخر زماں** کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا جبکہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور و شور سے جمع ہو جائیں گی جن کی نظیر کسی زمانہ میں نہ گزری ہو اور ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے کہ **موعود پیغمبر** کے نزول کے ساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی کے درمیان اس وقت ایک سخت خطرناک جنگ ہوگا اور آخر کار حق پرستی اور راستی کی افواج فتح پائینگی" (ریویو جلد ۶ صفحہ ۸۱) ہمیں اس تحریر سے صرف اسقدر اختلاف ہے کہ ہم لوگ "پیغمبر آخر زماں" کے الفاظ اصطلاحی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں - اور ہمارا خیال ہے کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے ہیں چونکہ آپکی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تابع تھی - اور ان ہی کی نبوت میں داخل تھی - اسلئے باوجود آپ کے مبعوث ہونے کے "پیغمبر آخر زماں" کے الفاظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے مخصوص رہنے چاہئیں -

ہم مولوی صاحب سے اس عقیدہ میں بھی متفق ہیں کہ "افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہو کر انہی اعتراضوں کو دہرا رہے ہیں - جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)

پر کرتے ہیں۔ بعینہ اسیطرح عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں انہی بوگراں اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور دوہرا رہے ہیں۔ جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا امتیازی نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جائے گا۔ وہ سارے نبیوں پر پڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے۔ وہ گویا کل سلسلہ نبوت کا رد کرتا ہے۔" (ریویو جلد ۵ ص)

ہمیں مولوی محمد علی صاحب سے اس بارہ میں بھی اتفاق ہے کہ "جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جاتا ہے۔ اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت وتاثیر اور قوت جذب اور اعجاز معجزہ نمائی اور زور دار براہین نہیں رہتیں۔ تو اسوقت خدا تعالیٰ کمال فضل اور رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے ..... جب مسیح چھ سو برس کے بعد عیسائی دین پر اس قسم کی موت وارد ہوئی جسکو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تو اسوقت خدا تعالیٰ نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے موعود مسیح کو قادیان میں نازل فرمایا جن کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہے" (ریویو جلد ۵ ص)

ہم مولوی محمد علی صاحب سے اس امر میں متفق ہیں کہ "ہم اسی وقت ایمان کا دعویٰ کر سکتے ہیں جبکہ ہم ان آسمانی نشانوں کو دیکھ کر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کی وساطت سے اس زمانہ میں ظاہر فرمائے ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین رکھتے ہوں۔ اگر یہ نہیں تو پھر ہمارا ایمان ہمارے منہ کی ایک بات ہے جو محض لاف ہی لاف ہے اور جس کی اصلیت کچھ نہیں" (ریویو جلد ۳ ص۱۱) ہم مولوی محمد علی صاحب سے اس عقیدہ میں بھی متفق ہیں کہ "یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطے سے مل سکتی ہو" (ریویو جلد ۵ ص۱۸۶)

مندرجہ بالا الفاظ میں جناب مولوی محمد علی صاحب کے ان عقائد کو لکھنے کے بعد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ظاہر کئے جا چکے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے اور آپکے مقام اور آپکے انکار کی شناعت اور ختم نبوت کی تشریح کے متعلق جو کچھ مولوی محمد علی صاحب نے اوپر کے حوالجات میں تحریر فرمایا ہے۔ ہمیں اس سے حرف بحرف اتفاق ہے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے شعشہ بھر سے زیادہ مرتبہ نہیں دیتے۔ اور اگر ہمیں جناب مولوی محمد علی صاحب سے اختلاف ہے تو صرف اتنا کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "پیغمبر آخر زمان" لکھا ہے۔ لیکن ہم چونکہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ظل تھی اور اسی میں شامل تھی اسلئے ہم "پیغمبر آخر زمان" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی سمجھتے ہیں اور یہ لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت استعمال نہیں کرتے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ اسوقت کے حالات کے مطابق مولوی صاحب موصوف سے یہ غلو نادانستہ شدت محبت کی وجہ سے ہو گیا۔ ورنہ انھوں نے بدعقیدگی سے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ اسوقت جہاں تک ہمیں معلوم ہے کوئی ذاتی مقاصد ان کے سامنے نہ تھے۔

جو کچھ ہم نے اوپر درج کیا ہے یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ لوگوں کی تسلی کے لئے اسیقدر کافی ہوگا۔ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے ان ممبروں سے جنھوں نے چیلنج مباحثہ دیا ہے۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ اب مجوزہ مباحثہ کے طول امل سے اتفاق و اتحاد کے مبارک کام میں روک نہ ڈالیں۔ جو حوالجات مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں کے ہم نے اوپر درج کئے ہیں۔ ان پر مولوی صاحب موصوف سے بھی دستخط کروا دیں اور خود بھی دستخط کردیں اور ہماری طرف سے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی ان پر دستخط کرنے کے لئے راضی ہیں۔ باقی جماعت کے احباب بھی جس قدر تعداد میں جناب آپ فرمائیں دستخط کر دینگے۔ اس کے بعد مشترکہ خرچ سے ایک لاکھ اشتہار اس مضمون کا تمام ہندوستان میں شائع کر دیا جائے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جماعت کے متفقہ عقائد کیا ہیں۔ اور آئندہ کے لئے فیصلہ کر دیا جائے کہ دونوں جماعتوں کے ماننے والے ان عقائد سے سرمو ادھر ادھر نہ ہوں اور تمام تصنیفات ان ہی کی روشنی میں طے کیا کریں۔

ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ گو ہم نے اپنی طرف سے اقتباس میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔ لیکن اگر آپکے نزدیک اس بارہ میں ہم سے کوئی سہو ہو گیا ہو اور سیاق سباق کے کٹ جانے سے معنوں میں کچھ فرق آ گیا ہو تو دس بیس سطریں آگے پیچھے کی جو آپ چاہیں ان حوالجات میں بڑھا دی جائینگی اسپر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ کیونکہ اصل غرض تو صحیح عقائد پر جماعت کو لانا ہے۔ اور جیسا کہ آپ کا منشاء ہے جماعت کے اندر اتحاد پیدا کرنا ہے۔ پس عبارت کے بڑھ جانے سے جو خرچ زیادہ ہوگا اسپر ہم کوئی اعتراض نہ کریں گے۔ بلکہ گو عبارات مندرجہ اشتہار جناب مولوی محمد علی صاحب کی ہوں گی۔ اور اسوجہ سے درحقیقت سارا خرچ ہی آپ کو اٹھانا چاہیئے۔ لیکن آپکی صلح اور لوگوں کے خیالات کی اصلاح کی غرض سے ہم اس بات کے لئے بھی تیار ہیں کہ مجوزہ اشتہار کا تین چوتھائی خرچ ہم ادا کریں۔ اور صرف ایک چوتھائی خرچ آپ لوگ ادا کریں۔

آپ کی خیر خواہی کے طور پر ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ موجودہ حالات میں اس طریق فیصلہ سے انکار کرنا بالکل مناسب نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو خواہ مخواہ شبہ پیدا ہوگا کہ آپ صاحبان کا اصل عقیدہ تو وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ لیکن دوسرے لوگوں سے چندہ حاصل کرنے کی غرض سے آپ لوگ کچھ اور ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن اگر دلیری کے ساتھ ان عقائد کی اشاعت کی جاوے تو ایک طرف سے وہ خدا کے فضل سے جماعت کے شقاق کو دور کر دے گی۔ دوسری طرف لوگوں کو بھی اعتراض کی گنجائش نہ رہے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ایسے سہل طریق فیصلہ کے بعد آپ کو بارہ آدمیوں کی جیوری مہیا کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہے گی۔ اور فیصلہ آسانی کے ساتھ ہو جائے گا۔

ہم اس امر کو بھی محسوس کرتے ہیں کہ بارہ آدمیوں کے انتخاب کا نیا طریق جو آپنے موجودہ حالات میں بہت سوچ کر ایجاد کیا ہے۔ اس کا تجربہ نہ ہونے کا آپ کو ضرور افسوس ہوگا لیکن ہمارے خیال میں اگر اس طریق کو ضرور تجربہ میں لانا ہو تو اس کی آزمائش کے بہت سے مواقع ہیں مثلاً اس ذریعہ سے آپ اپنے ایک سابقہ رکن میاں غلام محمد صاحب مدعی مصلح موعود سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ چار آدمی ان کی بیعت والوں سے آپ منتخب کریں۔ چار آدمی وہ آپ کے آدمیوں سے چن لیں۔ اور پھر چار آدمی ہماری جماعت میں سے چن کر اس اختلاف کا فیصلہ کر دیا جائے۔ اسی طرح آپ اس طریق فیصلہ کو ہندو مسلمانوں کے موجودہ سیاسی تنازع کو مٹانے کے لئے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ اور شاید اس تجویز کے بتانے سے مسلمان آپ کے ممنون احسان بھی ہو جائیں۔ بلکہ ہندو بھی۔ کیونکہ اگر چار مسلمانوں کو ہندو منتخب کرلیں اور چار ہندوؤں مسلمان منتخب کرلیں۔ اور یہ پھر آٹھوں چار سکھوں کو منتخب کر کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا فیصلہ کر دیں۔ اور اس طرح ملک میں امن قائم ہو جائے۔ تو ملک کا کونسا فرد ہے جو آپ کا احسانمند نہ ہوگا۔؟

پس ہمارے ساتھ تصفیہ کا طریق تو آپ یہی رہنے دیں کہ

جناب مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریروں کی بناء پر ہی فیصلہ ہو جائے

اور جو نئی تجویز آپنے ایجاد کی ہے۔ اس کی خوبیوں کی داد آپ کو میاں غلام محمد صاحب کے ساتھ تصفیہ کرنے اور ہندو مسلمانوں میں سمجھوتہ کرانے کے ذریعہ مل جائے۔ امید ہے آپ ہماری ان تجاویز کو ضرور قبول کریں گے۔ ورنہ دنیا گواہ رہے کہ ہم نے تو اپنی طرف سے موجودہ فضا کو صاف کرنے اور آپس میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے مولوی محمد علی صاحب ہی کے الفاظ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لکھے گئے تھے اپنے عقائد کا اظہار کر دیا ہے۔ اگر اب بھی ہمارے ان بچھڑے ہوئے دوستوں کو ضد اور اختلاف ہو تو اس ضد اور اختلاف کا دور کرنا ہمارے امکان سے باہر ہے وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین - والسلام

خاکسار

۱۔ (مولوی سید) محمد سرور شاہ۔ ۲۔ (مولوی) محمد اسمٰعیل (فاضل) ۳۔ سید محمد اسحاق۔ ۴۔ (شیخ) عبد الرحمن مصری۔ ۵۔ (مولوی) جلال الدین شمس
۶۔ (مولوی) فضل الدین وکیل ۷۔ مرزا بشیر احمد (ایم۔اے) ۸۔ (چودھری) فتح محمد سیال (ایم۔اے) ۹ (مولوی) شیر علی (بی۔اے)
۱۰ (مولوی) محمد دین (بی۔اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ ۱۱ (صوفی حافظ) غلام محمد (بی۔اے سابق مبلغ مارشیس) ۱۲ (میر) قاسم علی
(ایڈیٹر فاروق)

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت مولانا مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری مبلغ احمدیت کی روایات

(۱)

"کل شیء ہالک الا وجہہ" کے معنی

ایک دفعہ میں قادیان آرہا تھا۔ راستہ میں میں نے ایک رشتہ دار کے ہاں لاہور میں قیام کیا۔ اتفاق سے وہاں میرا ایک اور رشتہ دار ٹھیرا ہوا تھا جو چکڑالوی تھا۔ وہ کہنے لگا کہ تم اپنے امام کے پاس جا رہے ہو۔ چلو ہمارا بھی امام دیکھنے چلو۔ میں اس کے کہنے پر مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے پاس بازار سریانوالہ میں گیا۔ میرے رشتہ دار نے کہا کہ یہ میرا پھوپھی زاد بھائی ہے اور یہ احمدی ہو چکا ہے۔ میں اس کو آپ کے پاس اسلئے لایا ہوں کہ آپ اسے کچھ سمجھائیں۔ اسپر مولوی عبد اللہ صاحب کہنے لگے کہ قرآن کریم میں تو تورات کو بھی امام کہا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب آج تو آپنے میرے علم میں بہت بڑا اضافہ کر دیا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق آیا ہے "انی جاعلک للناس اماما" تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کتاب ہی تھے۔ میرے اس جواب سے مولوی عبد اللہ صاحب شرمندہ ہوئے۔ لیکن پھر کہا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کل شیء ہالک الا وجہہ اور آپ کہتے ہیں کہ روحیں باقی رہینگی اور یہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔

میں نے اسپر وقتی طور پر تو جواب دے دیا لیکن قادیان آکر میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کے سامنے یہ بات پیش کی آپ نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک چیز ہلاک ہونیوالی ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے یعنی ہر چیز کی صورت نوعیہ تغیر پذیر ہوتی ہے دکھ عدم محض ہو جاتی ہے۔

مگر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی اس تفسیر سے میری تسلی نہ ہوئی۔ تب میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حضور یہ بات رکھی حضور نے فرمایا:۔

مولوی صاحب! آپ کسی دہریہ کے پاس سے ہو کر آئے ہیں کل شیء ہالک الا وجہہ کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک چیز معرض ہلاکت میں ہے۔ سوائے خدا تعالیٰ کی توجہ کے۔

اسلئے ہم جو مانتے ہیں کہ ارواح باقی رہینگے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور توجہ سے ان کی بقا ہے۔ اگر ایک آن کے لئے اُن کا فنا مان لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ گویا ان معانی کے لحاظ سے آیت کے الفاظ یوں ہوتے

کل شیء ہالک الا بوجہہ

(۲)

علم کی اشاعت کے متعلق

ایک دفعہ حضور اپنے خدام کے زمرے میں موضع بسرا کی طرف سیر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں کسی دوست نے علم باطنی کے پوشیدہ رکھنے کے متعلق سوال کیا

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے بلغ ما انزل الیک

میں نے عرض کیا کہ حضور بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے علمت من رسول اللہ وعاءین من العلم (الحدیث) یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن علم کے سیکھے۔ ایک میں نے شائع کر دیا ہے۔ اور دوسرا اگر میں تبلاؤں تو تم مجھے قتل کر دو جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض امور حضور نے بھی خواص کو تبلائے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اگر اس کا یہی مطلب ہے تو چاہیئے تھا کہ ایسے علم کے لئے حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ علیؓ (رضی اللہ عنہم اجمعین) چنے جاتے۔ نہ کہ ابوہریرہؓ اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات انسان معمولی بات کو اہمیت دیکر اس کا ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اسیطرح ابوہریرہؓ نے بعض ایسی باتوں کو جو فتنوں کے بارہ میں تھیں۔ اتنی اہمیت دی کہ اگر میں ان کو ظاہر کروں تو میری مخالفت ہوگی اپنے ڈر کی وجہ سے نہیں تبلایا تھا۔"

(۳)

عفو اور چشم پوشی کی ایک مثال

ایک دفعہ ظہر کی نماز کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ اور مولوی محمد احسن صاحب نے حقیقۃ الوحی کے استفتاء کا پروف دیکھ کر آپ کو دیا۔ اور عرض کی حضور یہ لفظ تو صحیح تھا اس کی کسنے اصلاح کی گئی حضور نے فرمایا **میں نے تو اس کی اصلاح نہیں کی**۔ مولوی محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ یہ پروف یا میں نے دیکھا ہے یا آپنے۔ پھر کس نے یہ لفظ کاٹا حضور نے فرمایا کہ

میر مہدی حسین صاحب نے اصلاح کی ہوگی

مولوی صاحب نے کہا کہ اُن کو دخل دینے کا کیا حق تھا؟

حضور علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا:۔

"ان کو بھی ایک حق ہے جس کو دخل بیجا کہتے ہیں"

(ان دنوں محترمی حضرت میر مہدی حسین صاحب حضرت صاحب کے کتب خانہ کے مہتمم تھے) (ایڈیٹر)

(۴)

حضور کی دعا اور دوا سے آنکھیں روشن ہو گئیں

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے بعد جب گھر میں تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کیا کہ حضور میری آنکھوں میں پانی آتا رہتا ہے اسکے لئے دعا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں دعا بھی کرونگا۔ لیکن آپ مولوی صاحب سے اطریفل زمانی بھی لیکر کھائیں"

میں نے حضرت مولوی صاحب سے جا کر عرض کیا اور آپنے مجھے ایک چھٹانک اطریفل زمانی دیا۔ حضور کی دعا اور بتلائی ہوئی دوا سے ایسا صریح فائدہ ہوا کہ پھر مجھے آجتک مرض ڈھلکا یعنی آنکھوں سے پانی جاری ہونا نہیں ہوا۔

(۵)

سعد اللہ لودھیانوی کی موت کا واقعہ

ایک دفعہ سالانہ جلسے کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب کو رخصت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ مسجد مبارک ان دنوں بہت چھوٹی سی تھی۔ جس میں پانچ آدمی بصد مشکل کھڑے ہو سکتے تھے۔ حسن اتفاق سے میں بھی اسوقت حاضر خدمت ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ حضور آپنے جو سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق حقیقۃ الوحی کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اس کا بیٹا جو ۲۲ سال کا ہو چکا ہے وہ نامرد ہے حضور اس حاشیہ کو کاٹ ڈالیں۔ کیونکہ اگر سعد اللہ نے مقدمہ کر دیا۔ تو پھر اس کے بیٹے کا نامرد ثابت کرنا مشکل ہوگا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔

میں نے خدا تعالیٰ کی مرضی سے لکھا ہے میں اسکو نہیں کاٹونگا

خواجہ صاحب نے کہا کہ حضور نے یہ کوئی الہام تو نہیں لکھا۔ حضور نے فرمایا:۔

خدا تعالیٰ کی سنت میرے ساتھ یہی ہے کہ جو اسکے منشاء کے برخلاف ہو اس سے وہ مجھے روک دیتا ہے۔ اس حاشیہ کے لکھنے سے

چونکہ اس نے مجھے نہیں روکا۔ لہذا اس کی منشاء اور مرضی ہے۔

خواجہ صاحب نے پھر کہا کہ حضور مجھے تو بہت ہی گھبراہٹ رہے گی۔ جب تک آپ اس کو کاٹیں نہیں۔ حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:۔

اگر سعد اللہ مقدمہ کریگا تو ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم آپ کو وکیل نہیں بنائینگے۔

اسپر وہ خاموش ہوگئے۔ لیکن ان کے جانے کے بعد تیسرے دن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع خدام سیر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے حضور سے عرض کی کہ خواجہ صاحب کا لاہور سے خط آیا ہے کہ رات مجھے نیند نہیں آئی۔ کہ اگر سعد اللہ نے دعویٰ کر دیا تو پھر اس کو ثابت کرنا مشکل ہے۔ چین کی دو ہی صورتیں ہیں کہ حضرت صاحب اس حاشیہ کو کاٹ ڈالیں یا پھر سعد اللہ مر جائے۔ حضور علیہ السلام نے سن کر فرمایا:۔

کوئی تعجب نہیں کہ سعد اللہ جلد ہی مر جائے

دوسرے دن جب حضور سیر کے لئے تشریف لائے تو سیڑھیوں پر سے اترتے ہی گول کمرے کے پاس مجھے فرمایا:۔

مولوی صاحب (خلیفہ اول) کو بلا لاؤ

راستہ میں فرمایا:۔

آج مجھے الہام ہوا ہے رُبَّ اَغبرَ اَشعث لا یؤبہ لو اقسم علی اللہ لابرّہ

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بہت سے خدا کے بندے غبار آلودہ جسم والے اور پراگندہ بالوں والے لوگوں کی نظروں میں معمولی ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک ان کا اتنا مرتبہ ہے کہ اگر اپنے بھروسے پر کوئی لفظ زبان سے نکالیں تو خدا ان کو پورا کرتا ہے۔

اس الہام کے بعد آپنے فرمایا:۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ سعد اللہ کی موت کے متعلق ہے۔ جو کل ہم نے بیان کیا تھا

تیسرے دن جب پھر حضور علیہ السلام سیر کے لئے تشریف فرما ہوئے تو خاکسار کو ہی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے بھیجا راستہ میں آپنے فرمایا:۔

رات جو لدھیانہ سے تار آیا ہے اسمیں مولوی سعد اللہ کی موت کا ذکر ہے۔ جو اچانک اس کو طاعون ہو کر واقع ہوئی۔

پھر مولوی محمد علی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

مولوی صاحب! خواجہ صاحب کو لکھو کہ آپ تو لکھتے تھے کہ اس حاشیہ کو کاٹ ڈالو۔ لیکن اب تو اللہ تعالیٰ اسکے متعلق کچھ اور لکھانا چاہتا ہے

چنانچہ حضور علیہ السلام نے تتمہ حقیقۃ الوحی میں دوبارہ اس نشان کو تشریح سے بیان فرمایا ہے۔

(۶)

ایک الہام کا شانِ نزول

ایک سالانہ جلسے پر دو چار مہمان کھانا کھانے سے رہ گئے۔ صبح حضور سیڑھیوں سے اُترے۔ اور ہم خدام گول کمرے کے پاس منتظر کھڑے تھے۔ آپنے فرمایا:۔

رات کو مجھے الہام ہوا ہے یا ایھا النبی اطعم الجائع والمعتر۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا گیا۔ اور ان کی بھوک کی اللہ تعالیٰ نے عرش سے اطلاع دی ہے

چنانچہ تلاش کی گئی۔ اور ان دو تین مہمانوں کو خصوصیت سے کھانا کھلایا گیا۔ اور عذر بھی کیا۔ حضور نے لفظ معتر کی یہ تشریح فرمائی کہ معتر کھجلی والے اونٹ کو کہتے ہیں۔ یعنی جس طرح کھجلی والا اونٹ اپنے بدن کو کھجلاتا ہے۔ اسی طرح بھوکے کا معدہ بھی کھجلاتا ہے

(۷)

چیز کے نقص سے مطلع کئے بغیر کسی کو نہ دو

ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر خواجہ صاحب کے لئے شب دیگ پکائی گئی۔ اتفاق سے رات کو آگ جلانے والے سو گئے اور دیگ ٹھنڈی ہونے کے باعث کتوں نے نیچے گرا دی۔ اور اس میں سے کچھ کھانے بھی لگے۔ کھانے کی آواز سن کر پکانے والا جاگ اٹھا۔ اور اس نے کتوں کو دھتکارا۔ صبح اس بات پر اختلاف ہوا کہ آیا کتوں کا پس خوردہ بھنگی کو دینا چاہیئے یا نہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا کہ حضور خواجہ صاحب کے لئے شب دیگ پکائی گئی تھی۔ اس میں سے کتوں نے کھایا ہے۔ بقیہ بھنگی کو دیا جائے یا نہ؟ حضور نے فرمایا کہ:۔

شب دیگ کیا ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ شلغم ہوتے ہیں جو ساری رات دیگوں میں پکائے جاتے ہیں۔ فرمایا اس میں کیا ہوتا ہے۔ عرض کیا کہ بہت لذیذ ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

یہ تکلفات ہیں اور بھنگی کو اطلاع کر دو کہ یہ کتے کا بقیہ ہے۔ پھر اگر وہ لے لے تو اس کی مرضی

نوٹ:۔ اس زمانے میں بھنگی مردار وغیرہ چیزیں کھا لیا کرتے تھے۔ اس لئے کسی کو خیال ہوا کہ بھنگی کھالے۔

(۸)

مریدوں سے تعلق کی ایک مثال

ایک سالانہ جلسہ پر حضور نے فرمایا کہ سب آنے والوں کو ایک ہی قسم کا کھانا کھلاؤ"

اسپر خواجہ صاحب یا کسی اور نے عرض کیا کہ حضور بعض غربا ایسے بھی آتے ہیں جن کو اپنے گھر میں دال بھی میسر نہیں آتی۔ اسلئے ان کو یہاں دال کھلانا معیوب نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔

گو ان کو گھر پر دال نہ ملتی ہو۔ لیکن جب دوسروں کو گوشت یا پلاؤ کھاتے ہوئے دیکھینگے تو ان کو کھانے کی خواہش ضرور پیدا ہوگی اور بصورت نہ ملنے کے انکی دل شکنی ہوگی۔ میرے مرید خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔ میرا اُن کے ساتھ ایک ہی جیسا تعلق ہے۔ اس لئے ایک ہی قسم کا کھانا پکاؤ۔ گوشت پلاؤ وغیرہ دو تو سب کو دال دو تو سب کو۔

(۹)

وسعت اخلاق کی ایک مثال

ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر حضرت صاحب کی تقریر کرنے کے لئے ممبر مسجد اقصیٰ کے صحن میں اندر کی طرف دیوار کے ساتھ رکھا گیا۔ شیخ مولا بخش صاحب بوٹ فروش سیالکوٹی نے جو بعد میں غیر مبائع ہوگئے تھے۔ حضرت صاحب سے اسوقت عرض کیا جب حضور علیہ السلام ممبر پر تشریف فرما ہوئے۔ کہ حضور خواجہ صاحب وغیرہ دوست مسجد کے صحن کی مشرقی دیوار کے پاس ہیں۔ اسلئے ممبر کو صحن میں آگے کی طرف رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ان کو بھی آواز پہنچے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیچے اُتر آئے۔ تاکہ ممبر آگے کر کے رکھا جائے۔ اسپر ان دوستوں میں سے جو مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک نے کہا کہ اگر صحن میں آگے کر کے ممبر رکھا گیا تو اندر والے دوستوں کو جن میں چودھری نصر اللہ خان بھی ہیں آواز نہیں آئے گی۔ اس لئے یہاں ہی ممبر رکھا رہنا چاہیئے۔ اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر ممبر پر تشریف فرما ہوئے۔ جونہی آپ بیٹھے تھے کہ پھر شیخ مولا بخش صاحب نے دوبارہ کہا کہ نہیں حضور مسجد کا اندر تنگ ہے۔ ممبر کو آگے کرنے سے بھی اندر والے دوستوں کو آواز پہنچتی رہے گی۔ اسپر حضور علیہ السلام پھر اُتر پڑے۔ اور اندر والا شخص پھر بولنے لگا۔ تو محترمی چودھری نصر اللہ خان صاحب نے اس کو سختی سے روکا کہ شیخ صاحب تو گستاخی کر رہے ہیں تم ہی باز آ جاؤ۔ جسپر وہ خاموش ہوگیا۔ اور ممبر آگے کر کے بچھایا گیا اور حضور نے تقریر فرمائی۔

(۱۰)

ایک سیر کا تذکرہ

ایک دفعہ ایام جلسہ میں حضور علیہ السلام کھیڈ کبڈ کی طرف مع خدام سیر کو تشریف لے گئے۔ واپسی پر دو تین جگہ حضور تشریف فرما ہوئے۔ جہاں جہاں آپ بیٹھے وہ وہ جگہیں وہیں۔ جہاں اب حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت و بورڈنگ ہے۔ دوستوں نے نظمیں پڑھیں اور حضور نے سنیں۔

(۱۱)

محمود تم بھی بیٹھ جاؤ

ایک دفعہ حضور علیہ السلام سیر کو تشریف لیگئے اور ساتھ ہی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی

ثانی بھی تھے۔ واپسی پر ایک دوست نے عرض کیا۔ کہ مولوی مبارک علی صاحب سیال کوٹی اپنی کوئی نظم سنانا چاہتے ہیں۔ اسپر حضور علیہ السلام ٹھیر گئے۔ اور ایک دوست نے لوئی بچھادی۔ اور حضور علیہ السلام اُسپر تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت .... صاحبزادہ صاحب کو جو ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ اُن کو حضور علیہ السلام نے فرمایا:-

محمود تم بھی بیٹھ جاؤ

چنانچہ حضرت میاں صاحب بھی اس لوئی پر بیٹھ گئے

(۱۲)

خدام کا خیال اور بیماری میں تقریر

ایک سالانہ جلسہ پر حضور علیہ السلام کی طبیعت کچھ علیل تھی۔ سیر سے واپسی پر آپنے خدام سے فرمایا:-

گو میری طبیعت آج علیل ہے۔ مگر چونکہ دوست آج تشریف لے آئے ہیں اسلئے میں کچھ تقریر کروں گا تاکہ گناہ نہ ہو۔

چنانچہ آپنے تقریر فرمائی۔

(۱۳)

پیرزادہ جھنگی والے حضرت کے حضور میں

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پیرزادہ جھنگی والے ضلع سیالکوٹ سے تینوں بھائی قادیان میں آئے کیونکہ ان میں سے ایک کو ذات الجنب دوری کا مرض تھا تاکہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے علاج کرائیں۔ وہ مرزا نظام الدین صاحب کے مکان پر ٹھہرے۔ حضور علیہ السلام کو جب خبر ہوئی۔ تو آپنے ان کو کہلا بھیجا کہ **آپ ہمارے مہمان ہیں آپ ہمارے پاس ٹھیریں۔**

مگر اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم مولوی صاحب کے پاس نور محمد کا علاج کرانے آئے ہیں نہ کہ آپکے پاس۔ صبح وہ تینوں بھائی نور محمد۔ غلام محمد اور تیسرے کا نام میں بھول گیا ہوں حضرت خلیفہ اول کی مطب میں حاضر ہوئے۔ حضرت مولوی صاحب نے پیرزادہ نور محمد کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ نسخہ آج اور کل دو دن استعمال کراؤ۔ تیسرے دن پھر میں بتلا سکوں گا۔ کہ آپ یہاں رہ کر علاج کرا سکتے ہیں۔ یا صرف نسخہ لکھدیا جائے۔

چنانچہ وہ رہے اور ظہر کیوقت اُنھوں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ ہم مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ظہر کیوقت جب حضرت اقدس تشریف لائے تو ان کی ملاقات کرائی گئی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ عصر کیوقت سب سے پہلے ہی وہ مسجد میں تشریف لائے تو اثنائے گفتگو میں ان میں سے غلام محمد نے مسئلہ پوچھا:-

حضور۔ قصر نماز کتنی مسافت کے سفر پہ کرنی چاہیئے؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ **آپ کو سفر کی کیا ضرورت پیش آتی ہے؟**

اُنھوں نے کہا ہم مریدوں میں جاتے ہیں۔ اور قریبًا تمام موسم سرما مریدوں کے ہاں گذرتا ہے۔

اسپر آپ نے فرمایا کہ:-

یہ فعل اچھا نہیں۔ پھر ایک پیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

جب وہ اپنے مریدوں کے ایک گاؤں میں گیا۔ تو ایک مرید جو بہت ہی مفلس تھا۔ وہ سُنکر اپنے گھر سے باہر کے کھیت میں جا چھپا۔ جب صبح چاشت کا وقت ہوا تو وہ یہ سمجھ کر کہ پیر صاحب چلے گئے ہوں گے اپنے گھر کی طرف آ رہا تھا۔ اتفاق سے جس گلی سے وہ آ رہا تھا۔ اُسی گلی میں سے پیر صاحب باہر جا رہے تھے۔ پیر صاحب نے اُس کو دیکھ کر کہا کہ او مرید میری نذر لا۔ اُس نے کہا پیر جی اگر میں اپنی نظر آپ کو دیدوں تو میں دیکھوں کس طرح؟ پیر جی نے کہا کہ نذر سے مراد روپیہ ہے۔ مرید نے کہا کہ اگر میرے پاس روپیہ ہوتا۔ تو میں ساری رات کماد میں کیوں گذارتا

اسپر حضور علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا:-

دیکھو اگر آپ لوگ گھر میں بیٹھے رہیں تو جو آپ کی قسمت کا ہے وہ ضرور آپکو مل جائیگا۔ تو دونوں کسریں نکل جائیں گی یعنی نہ نماز قصر کرنی پڑے گی اور نہ رزق کی کسر رہے گی۔

(۱۴)

جمعہ کی سُنتیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ میں نے نماز جمعہ سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ کا رکوع۔ قیام۔ قومہ۔ جلسہ درمیانہ تھا۔ ہر ایک رکن میں اطمینان اور تسلی ہوتی تھی۔ پھر میں نے ہاتھ باندھنے کی کیفیت دیکھی کہ سینے پہ ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر تھا۔ اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلی سے بازو پکڑا ہوا تھا۔ اور تینوں درمیانی انگلیاں بازو پہ تھیں۔ اور کہنیوں کے جوڑ سے ورلی طرف ملی ہوئی تھیں

(۱۵)

نماز میں کھجلی

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز میں کھڑے ہوئے تھے کہ آپنے ناک کو دائیں ہاتھ سے کھجلایا۔ ایسا ہی ایک اور دفعہ میں نے دیکھا کہ آپ نے قیام میں دائیں پاؤں سے بائیں پاؤں کو کھجلایا **(نوٹ)** اس سے معلوم ہوا کہ عند الضرورت آدمی کھجلا سکتا ہے۔

(۱۶)

امام کی اقتداء

ایک دفعہ نماز عصر میں جس میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ امام تھے۔ حضور علیہ السلام نے امام کی اقتداء کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ جو قریبًا ہم سب مقتدی ادا نہ کر سکے۔ یعنی حضرت خلیفہ اول رض نے دوسری رکعت کے لئے اُٹھنے میں ذرا دیر لگائی ہم سب مقتدی کھڑے ہو گئے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُسی طرح بیٹھے رہے اور جس طرح آہستہ آہستہ مولوی صاحب کھڑے ہوتے اسیطرح لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہوئے۔

(۱۷)

حضور کا غم جماعت کے متعلق

غالبًا ۱۹۰۶ء کے سالانہ جلسے کے موقع پر آپنے اپنی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"میری موت اب قریب ہے۔ اور میں جب اپنی جماعت کی حالت کو دیکھتا ہوں تو مجھے اس ماں کی طرح غم ہوتا ہے۔ جس کا دو تین دن کا بچہ ہو اور وہ مرنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر مجھے کامل یقین ہے۔ کہ وہ میری جماعت کو ضائع نہیں ہونے دیگا یہ ایک دل کا اطمینان ہے۔

(۱۸)

ایک ہندو کی بدزبانی پر صبر

ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر جمعہ کی نماز کے لئے مسجد اقصیٰ کا اندر و باہر بھر جانے کی وجہ سے کچھ دوست اس مکان کی چھت پر کھڑے ہو گئے جو ایک ہندو کا تھا۔ جو اب ایک مسجد میں ملا لیا گیا ہے

اس بوڑھے ہندو نے غلیظ گالیاں دینی شروع کیں کہ تم یہاں شوربہ کھانے کے لئے آ جاتے ہو

نماز جمعہ کے بعد حضور علیہ السلام نے خدام کو حکم دیا کہ:-

اس کے کوٹھے پر سے اُتر کر مسجد میں ہی نمازیوں میں گھس جائیں اور عصر کی نماز ادا کریں۔

نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے تقریر فرمائی جس میں فرمایا:-

قادیان کے لوگوں نے اس قدر نشان دیکھے ہیں کہ اگر کوئی دوسرا عذاب الٰہی سے بچ جاوے۔ لیکن یہ لوگ نہیں بچ سکتے۔

(نوٹ)

یہ مکان اب مسجد میں شامل ہے الحمد للہ علیٰ ذالک

متفرقات

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے دفعہ ۱۴۴ کو قادیان سے منسوخ نہیں کیا

یہ خبر افسوس سے پڑھی جائیگی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے ۲۳ فروری کو مولوی عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل کے مقدمہ بنام سرکار کا فیصلہ سنا .... اور قادیان سے دفعہ ۱۴۴ کو منسوخ نہیں کیا۔ اگرچہ فیصلہ ہمارے سامنے نہیں آیا مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے لکھا ہے کہ جن وجوہات پر دفعہ نافذ کی گئی تھی وہ بدستور موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس فیصلہ سے احمدیہ قوم کے جذبات کو ایک دفعہ پھر پامال کیا گیا ہے۔ آج ۲۵ فروری کو سشن جج صاحب کے ہاں تاریخ تھی۔ نتیجہ سے بعد میں اطلاع دیجائے گی۔

اور ان کے بے شمار دوستوں کو خوشی اور مسرت ہے

ولادت

مرزا احمد بیگ صاحب ساکن پٹی جو گجرات میں انکم ٹیکس کے انسپکٹر ہیں سلسلہ کے پرجوش احمدی ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو ۹ سال کے بعد فرزند عطا فرمایا۔ مرزا صاحب الحکم کے پرانے خریدار ہیں

تو و آں

ایکہ مے نازد خلافت بر تو بعد از نورِ دیں
واں یکے از نامرادی روز و شب اندوہگیں
درمیانِ "تو" و "آں" البعد لیت بعد المشرقین
تو امیر المومنین و آں امیر المنکرین!
(حسن رہتاسی)

بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولود کو خادم سلسلہ بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے
(خاکسار بشیر احمد لاہو برادر مولوی ضیاء الدین صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے صحابی کا انتقال

یہ خبر نہایت افسوس اور رنج سے سنی جائیگی کہ حضرت ماسٹر ہدایت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ ۲۳ فروری کو ۲ بجے صبح ۸۷ سال کی عمر میں فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کا جنازہ قادیان لایا گیا۔ حضرت امیر المومنین نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم و مغفور مقبرہ بہشتی میں جا سوئے ہیں اُنکے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے

تحدیث بالنعمت

(از جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

خدا سے ہمکلامی کے اگر ہیں مدعی ہم ہیں،
ہمیں نے کر دیئے ٹکڑے صلیبی شان و شوکت کے
وہ ہم ہیں جن پہ انعامات ربانی کی بارش ہے
ہمیں نے حق کو یورپ کے کلیساؤں میں پہنچایا
صحابہ اور سلف کی روح کو تازہ کیا ہم نے
کیا ہے ہم نے رسم دعوت و تبلیغ کو زندہ
ہمارے علم والے ہیں مثالِ عیسےٰ و موسےٰ
ہمیں نے مردہ ایمانوں کو روحِ معرفت بخشی
بشاراتِ محمدؐ کے مطابق ہیں ہمیں ناجی
ہیں لشکر رحمۃ اللعالمیں کا ہم زمانے میں
کیئے دل آشنا روحانیت کے ذوق سے ہم نے
ہیں عالمگیر بزم جاں میں دلآویزیاں اپنی
کتاب اللہ میں جو آخرین منہم آیا ہے
ہماری سرفروشی پہ ہے کابل کی زمیں شاہد
مجاہد ہیں حقیقت میں ہمیں لستنیم دنیا میں
زبان و کلک سے مصروف جنگ آشتی ہم ہیں

جہاں میں دین فطرت کا ثبوت زندگی ہم ہیں
اگر ہیں خانہ برانداز دین عیسوی ہم ہیں
شہید و صالح و صدیق ہم ہیں اور نبی ہم ہیں
ہے جن کے دم سے امریکہ میں پہنچی روشنی ہم ہیں
خدا کے نام پہ ہے وقف جنکی زندگی ہم ہیں
خزاں دیدہ ریاض دیں کی وجہ تازگی ہم ہیں
کہ فخر ہر دو عالم مصطفےٰؐ کے امتی ہم ہیں
دوا ہر جان مبروص و دل مجذوم کی ہم ہیں
سراپا اتباع سنت صحب و نبی ہم ہیں
حواریین و انصار مسیح احمدی ہم ہیں
مذاقِ زندگی میں چاشنی سرمدی ہم ہیں
کہ ساز دین احمد کا سرود آخری ہم ہیں
وہی اسلام کے شیدا رجال فارسی ہم ہیں
زمانہ خوب واقف ہے سراپا عاشقی ہم ہیں

فخر قوم چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا لیکچر

۲ مارچ کو بوقت سات بجے شام وائی۔ ایم۔ ایس۔ سی ہال میں فخر قوم چودھری ظفر اللہ خان صاحب "احمدیت کے پیغام" کے موضوع پر انگریزی میں لیکچر دینگے
(عبدالوہاب عمر سکرٹری انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن)

الحکم کا یہ پرچہ

الحکم کا یہ پرچہ میری علالت طبع کے باعث ۶ صفحہ نمبر شائع ہو رہا ہے میں کوشش کروں گا کہ اس کمی کو پورا کرسکوں۔ مولانا بقاپوری صاحب کے حالات احمدیت نیز سالانہ جلسہ کے متعلق میرے تاثرات اگلے نمبر میں (ایڈیٹر)

حسن صاحب رہتاسی

مجھے افسوس ہے کہ حسن صاحب رہتاسی کی نظم گذشتہ ہفتہ جو الحکم میں شائع ہوئی ہے اسمیں خطرناک غلطیاں رہ گئیں جس سے اُن کو اور مجھے یکساں تکلیف ہوئی احباب ان دو شعروں کو اسطرح درست کرلیں ؎

بنارس کی بستی کو ہیسور کہنا ✣ کسی چھپکلی کو مسقنقور کہنا
مگس کو جہالت ہے زنبور کہنا
سفاہت ہے آہن کو بلّور کہنا

الحکم ان کی خوشی میں شامل ہو کر انھیں مبارکباد عرض کرتا ہے اور احباب سے درخواست کرتا ہے کہ اس مولود مسعود کی درازی عمر اور سعادت دینی و دنیوی کے لئے دعا فرمائیں

(۲)

خاکسار کے برادر مکرم راجہ زین العابدین صاحب کے ہاں مورخہ ۱۳ کو فرزند ارجمند تولد ہوا ہے

اختر صاحب کی ترقی

ہمارے معزز دوست مسٹر غلام محمد صاحب اختر جو قادیان کے اولڈ بالوائے ہیں۔ اور لاہور کی جماعت کے ایک سرگرم ممبر ہیں وہ ایک عرصہ سے لاہور میں سٹاف وارڈن کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ پانچ سال کے بعد اپنے اس عہدے پر مستقل ہو گئے ہیں مجھے امید ہے کہ وہ بحیثیت ایک ہونہار نوجوان اور سمجھدار افسر کے جلد ترقی کر کے کسی بڑے عہدے کو حاصل کرینگے۔ ان کی اس ترقی سے الحکم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم ۲۱ر فروری ۱۹۲۵ء)

خدا کے لئے ان سختیوں کو جو وہ برداشت نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے۔ صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو جاوے برداشت کرتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ جو رحمٰن و رحیم خدا ہے اور سراسر رحمت ہے اُس پر نظر کرتا ہے۔ اور اُس کی ساری تلخیوں اور کدورتوں کو سرور سے بدل دیتا ہے۔

زبان سے دعویٰ کرنا کہ میں نجات پا گیا ہوں۔ یا خدا تعالیٰ سے قوی رشتہ پیدا ہو گیا ہے آسان ہے لیکن خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ وہ کہاں تک ان باتوں سے الگ ہو گیا ہے۔ جن سے الگ ہونا ضروری ہے۔ یہ سچی بات ہے جو ڈھونڈتا ہے او رپا لیتا ہے۔ سچے دل سے قدم رکھنے والے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ جب انسان کچھ دین اور کچھ دنیا کا ہوتا ہے آخر کار دین سے الگ ہو کر دنیا ہی کا ہو جاتا ہے۔

اگر انسان ربانی نظر سے مذہب کو تلاش کرے تو تفرقہ کا فیصلہ بہت جلد ہو جاوے۔ مگر نہیں یہاں مقصود اور غرض یہ ہوتی ہے کہ میری بات رہ جاوے دو آدمی اگر بات کرتے ہیں۔ تو ہر ایک اُن میں سے یہی چاہتا ہے کہ دوسرے کو گرا دے۔ اسوقت تو جیونٹی کی طرح سے تعصب ہٹ دھرمی اور ضد کی بلائیں لگی ہوئی ہیں۔ غرض آپ کو کہاں تک سمجھاؤں۔ بات بہت باریک ہے۔ اور دنیا اس سے بے خبر ہے۔ اور یہ صرف خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

میرا مذہب یہ ہے کہ وہ خدا جس کو ہم دکھانا چاہتے ہیں وہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور دنیا اس سے غافل ہے۔ اس نے مجھ پر اپنا جلوہ ظاہر کیا ہے جو دیکھنے کی آنکھ رکھتا ہو۔ دیکھے

دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو خدا کو مانتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو نہیں مانتے۔ اور دہریہ کہلاتے ہیں جو مانتے ہیں اُن میں بھی دہریت کی ایک رگ ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کو کامل یقین کے ساتھ مانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسقدر فسق و فجور اور بیباکی میں ترقی ہو رہی ہے ایک انسان کو مثلاً سنکھیا یا سٹرکنیا دیا جاوے۔ جبکہ اس کو اسس بات کا علم ہے کہ یہ زہر قاتل ہے۔ تو وہ اس کو کبھی نہیں کھاوے گا۔ خواہ اُس کے ساتھ تم اسے کتنا ہی لالچ روپے کا دو۔ اسلئے اس کو اس بات کا یقین ہے کہ میں نے اس کو کھایا۔ اور ہلاک ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے۔ اور پھر بھی اس زہر کے پیالے کو پی لیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ زنا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ بارہ بارہ آنہ یا ایک روپیہ کے زیور پر معصوم بچوں کو مار ڈالتے ہیں۔ اس قدر بے باکی اور شرارت و شوخی کا پیدا ہونا سچے علم اور پورے یقین کے بعد تو ممکن نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کو ہرگز یہ معلوم نہیں کہ یہ بدی کا زہر ہلاک کرنے میں سنکھیا یا سٹرکنیا کے زہر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر ان کا ایمان اس بات پر ہو تا کہ خدا ہے اور وہ بدی سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی پاداش میں سخت سزا ملتی ہے۔ تو گناہ سے بیزاری ظاہر کرتے اور بدیوں سے ہٹ جاتے۔

لیکن چونکہ گناہ کی زندگی عام ہوتی جاتی ہے۔ اور بدی اور فسق فجور سے نفرت کی بجائے محبت بڑھتی جاتی ہے اسلئے میں یہی کہوں گا اور یہی سچ ہے کہ آجکل دہریہ ملت پھیلا ہوا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک گروہ زبان سے کہتا ہے کہ خدا ہے۔ مگر مانتا نہیں۔ اور دوسرا گروہ صاف انکار کرتا ہے۔ حقیقت میں دونوں ایک ہی ہیں

اسلئے میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کے زہر سے بچ جاوے اور اس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے۔ اور اس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اس کو ملے۔ گناہ سے لذت پانے کی بجائے اس کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جس کی یہ صورت ہو جاوے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانہ میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی کوئی مذہب ایسا نہیں رہا۔ جو اس منزل پر انسان کو پہنچا دے اور یہ فطرت اس میں پیدا کرے۔ ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے۔ یہ بلا عام ہو رہی ہے۔ اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ **خدا پر ایمان** لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ ملائکہ کا مسجود ہوتا ہے۔ نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے۔ کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور دغا بازی اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں۔ خدا کا خوف اٹھ جاتا ہے۔ اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ اسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دیکر مامور فرماتا ہے۔ اس پر لعن و طعن ہوتا ہے اور ہر طرح سے اُس کو ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا۔ اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے اسی طرح اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور کیا۔ اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا۔ کوئی گالی نہیں جو ہم کو نہیں دی گئی۔ کوئی صورت ایذا رسانی کی نہیں جو ہمارے لئے نہیں نکالی گئی۔ مگر ہم ان ساری بدزبانیوں کو سنتے ہیں۔ اور ان ساری تکلیفوں کو برداشت کرنے کو ہر وقت آمادہ ہیں۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ بناوٹ سے نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ سہیں۔ کیونکہ جس مسند پر ہمیں بٹھایا گیا ہے اُس پر بیٹھنے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔

غرض اس سلسلہ کو قائم ہوئے پچیس سے زیادہ سال گذر گئے۔ یہ ایک بڑا حصہ زندگی کا ہے۔ اس عرصہ میں ایک بچہ پیدا ہو کر بھی صاحب اولاد ہو سکتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے عین وقت پر ہماری دستگیری کی۔ اور خلقت کل پر رحم فرمایا۔ چونکہ خدا نے ایک غیر معمولی ہمت اور استقلال ہم کو دیا ہے۔ جو اپنے ماموروں کو ہمیشہ دیا کرتا ہے اسی لئے اسی قوت و طاقت کی وجہ سے ہم نہیں تھکتے۔ اور یہ ساری مخالفتیں جو اسوقت کی جاتی ہیں ایک وقت آتا ہے کہ ان کا نام و نشان مٹ جاوے گا۔ اور ہم امیدوار ہیں کہ وہ زمانہ آنیوالا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسوقت آسمان باتیں کر رہا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ زمین کے رہنے والوں میں ایک پاک تبدیلی ہو جس طرح ہر ایک بادشاہ طبعاً چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اسی طرح منشاء الٰہی اسوقت یہ ہی ہو رہا ہے کہ اس کی عظمت و جبروت کا دنیا کو علم ہو۔ اور وہ خدا جو پوشیدہ ہو رہا ہے دنیا پر اپنا ظہور دکھائے۔ اس لئے اس نے اپنا ایک مامور بھیجا تاکہ دنیا کا جذام جاتا رہے اگر یہ سوال ہو کہ تم نے آ کر کیا بنایا۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ دنیا کو خود معلوم ہو جاوے گا کہ کیا بنایا۔ ہاں اتنا ہم ضرور کہتے ہیں کہ لوگ آ کر ہمارے پاس گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اُن میں انکساری فروتنی پیدا ہوتی ہے۔ اور رذائل دور ہو کر اخلاق فاضلہ آنے لگتے ہیں۔ اور سبزہ کی طرح آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں اور اپنے اخلاق و عادات میں ترقی کرنے لگتے ہیں۔ انسان ایک دم میں ہی ترقی نہیں کر لیتا بلکہ دنیا میں قانون قدرت یہی ہے کہ ہر شے تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے۔ اس سلسلہ سے باہر کوئی شے ہو نہیں سکتی ہاں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آخر سچائی پھیلے گی۔ اور پاک تبدیلی ہو گی۔ یہ میرا کام نہیں ہے بلکہ خدا کا کام ہے اس نے ارادہ کیا ہے کہ پاکیزگی پھیلے۔ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی ہے اور اسے ایک کیڑا لگا ہوا ہے۔ پوست ہی پوست باقی ہے مغز نہیں رہا۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ انسان پاک ہو جاوے اور اس پر کوئی داغ نہ رہے۔ اسی واسطے اُس نے محض فضل سے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔

سوال:۔ آپ کی کتابوں کے موافق آپکا لقب مسیح موعود ہے۔ اس کے ٹھیک معنی کیا ہوتے ہیں۔

جواب:۔ اس راز کو سمجھنے کے واسطے یہ جاننا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ جس نے نبوتوں کی بنیاد ڈالی نبوت کا ایک سلسلہ پہلے سے قائم کیا۔ اس سلسلہ کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی نے ڈالی تھی اُن سے پیشتر جو نبی دنیا میں گذرے تھے اُن کے آثار نہ رہے تھے۔ حضرت موسیٰ ہی تھے۔ جن کی کتاب میں نوح کا۔ آدم کا اور بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا گیا۔ غرض جیسے کسی خاندان کا مورث اعلیٰ ہوتا ہے۔ اسیطرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خاندان نبوت کا مورث اعلیٰ ٹھیرایا۔ اور توریت کے ذریعہ اُن کو اپنی شریعت دی۔ موسیٰ

مرد خدا کے انتقال کے بعد اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے کہ اس میں زوال نہ ہو اور نبی بھیجتا رہا جو اس سلسلہ موسویہ کے خادم ہوتے تھے ۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جس کو آپ یسوع کہتے ہیں) اسی سلسلہ کا موید بنا کر بھیجا ۔ وہ اس سلسلہ موسویہ کی آخری اینٹ تھے ۔ جیسے آخری اینٹ مکان کو ختم کر دیتی ہے اسیطرح حضرت مسیح پہ سلسلہ موسویہ کا خاتمہ ہو گیا ۔ اور اس سلسلے کو خدا نے پورا کیا اور ایک نئے سلسلہ کی بنیاد رکھی جو اسمٰعیل کی نسل سے قائم ہوا ۔ اور سلسلہ محمدیہ کہلایا جیسا کہ خود اسمٰعیل کے لفظ سے بھی معلوم ہوتا ہے اور جیسا کہ خداتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی معرفت خبر دیدی تھی کہ بنی اسمٰعیل میں ایک سلسلہ موسویہ سلسلہ کی طرح قائم کیا جاوے گا ۔

چونکہ بنی اسرائیل یعنی یہودیوں نے نہ اول کے ساتھ جو موسیٰ علیہ السلام تھے اچھا سلوک کیا ۔ اور نہ آخری کے ساتھ جو مسیح تھا ۔ اچھا سلوک ۔ اور ایسا ہی نہ درمیانی نبیوں سے اچھا سلوک کیا ۔ یہ قوم ایسی سنگدل اور بے باک تھی کہ صفحہ روزگار میں اس کی نظیر نہ ملے گی نبیوں کی تکذیب اور ایذا رسانی میں اس قوم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ انھوں نے خدا کے نورانی بندوں کی قدر نہیں کی ۔ اسلئے حضرت عیسیٰ پر اس سلسلہ کو ختم کر دیا ۔ یہ حکم رضامندی کی وجہ سے نہیں تھا ۔ بلکہ ناراضگی کی وجہ سے تھا ۔ خود حضرت مسیح کی پیدایش بطور نشان کے تھی ۔ یعنی وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے چونکہ نسل باپ سے جاری ہوتی ہے ۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کو بن باپ پیدا کر کے خدا نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا کہ تمہاری شامت اعمال کی وجہ سے اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے ۔ دو باتوں کا خود تم لوگوں نے اعتراف کیا ہے ۔ اول یہ کہ خدا نے ان کو بدوں باپ پیدا کیا ۔ جو یہ کہتا ہے کہ اُن کا باپ ہے وہ خداتعالیٰ کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے ۔ اور خداتعالیٰ کے اس نشان کو جو ان کی پیدایش میں رکھا ہوا تھا بے حرمتی کرتا ہے ۔

دوسری بات جس کا تم کو اعتراف ہے وہ یہ ہے کہ وہ آخری اینٹ تھے ۔ اس کی مثال انجیل میں باغ والی تمثیل میں بیان کی گئی ہے ۔ کہ ایک شخص نے باغ لگایا اس کے تیار ہونے پر نوکر کو بھیجا وغیرہ آخر تک اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کی نظر مہر اور نظر رحم یہود پر نہ رہی تھی ۔

پھر تیسری نشانی اس امر پر کہ سلسلہ موسویہ کا خاتمہ مسیح پہ ہو گیا ۔ یہ ہے اُن کا ملک بھی چھن گیا ۔

غرض مسیح علیہ السلام کا بن باپ کے پیدا ہونا بطور ایک نشان کے تھا ۔ اسی خاندان میں سے جو ایک ہی جدّ رکھتا تھا ۔ اور جس میں آجتک نبی آتے رہے تھے ۔ خدا نے ایک اور شاخ پیدا کر دی ۔ اور ایک دوسری بنیاد بنی اسمٰعیل میں سے ڈالی ۔ یہود کی حکومت کی تباہی کا ذکر میں نے اسلئے کیا ہے ۔ کہ نبوت اور حکومت خدا نے اس قوم میں رکھ دی تھی ۔ لیکن مسیح کو جبکہ بن باپ پیدا کر کے یہ بتایا کہ تمہاری بد اعمالیاں اور شوخیاں نبیوں کی تکذیب اور خداتعالیٰ کے ماموروں سے عداوت اس درجہ تک پہنچ گئی ہے ۔ کہ اب تم بجائے منعم علیہم ہونے کے مغضوب ہوتے ہو ۔ اور نبوت کے خاندان کے انقطاع کے لئے یہ نشان ان کو دیا گیا کہ بنی اسرائیل میں سے مسیح کا کوئی باپ نہ ہوا ۔ یعنی اس کو بن باپ پیدا کر کے بتایا کہ آئندہ نبوت تم میں سے گئی ۔

اور یہ انتقال نبوت چونکہ خدا کے غضب کے سبب ہوا تھا ۔ اسلئے حکومت جو نبوت کے ساتھ دوسرا فضل اس قوم کو ملا ہوا تھا ۔ وہ بھی جاتا رہا ۔ میرا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ایک وہ سلسلہ تھا جو سلسلہ موسویہ کہلاتا ہے ۔ اور جس کی آخری اینٹ مسیح ابن مریم تھے ۔ جن کی بن باپ پیدائش نے اس سلسلہ کے خاتمہ کی خبر دی ۔ اور خدا نے بنی اسماعیل میں اپنے وعدے کے موافق ایک اور عظیم الشان سلسلہ موسوی سلسلہ کے ہمرنگ پیدا کیا ۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کے بانی ہوئے ۔ اور اس طرح پر مثیل موسیٰ قرار پائے ۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جیسے ایک سلسلہ کے بانی تھے ۔ اسیطرح ہمارے نبی کریم بھی ایک سلسلے کے بانی قرار پائے ۔ اور اس طرح پر بھی کہ جیسے فرعون پر موسیٰ علیہ السلام کو فتح ہوئی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آخر میں پوری کامیابی عطا ہوئی اور ابوجہل جو اس اُمت کا فرعون تھا ہلاک ہوا ۔ اور بھی بہت سے وجوہ مماثلت کے ہیں ۔ جن کو ہم اس وقت بیان نہیں کرتے ۔ کیونکہ اصل مطلب تو یہ بتانا ہے کہ یہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلے کا مثیل ہے پس جس طرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ حضرت مسیح پر آکر ختم ہوا ۔ یہاں بھی ضرور تھا کہ خاتم الخلفاء مسیح موعود ہی ہوتا ۔

اور جیسے حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے ۔ اسی طرح پر ضرور تھا کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے والے مسیح موعود کا زمانہ بھی چودھویں صدی ہی ہوتا ۔ تاکہ مشابہت پوری ہو ۔ وہ وقت اور یہ وقت دونوں مل گئے ۔

اور ایسا ہی خدا نے یہ بھی مقرر کر رکھا تھا کہ جیسے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بہت ہی بگڑ گئے تھے ۔ اور اُن کی اخلاقی اور ایمانی حالتیں مسخ ہو گئی تھیں ۔ اور حقیقت باقی نہ رہی تھی ۔ ایسے وقت میں انجیل اُن کو حقیقت دکھانے کے لئے آئی تھی ۔ اور پاک باطنی اور اخلاقی قانون سے باخبر کرنے آئی تھی ۔ جس سے وہ لوگ بالکل بے خبر ہو چکے تھے ۔ اسی طرح اس وقت زمانہ کا حال ہو رہا ہے ۔ فسق و فجور کا ایک دریا بہہ رہا ہے ۔ یورپ کی نمائشی تہذیب نے اخلاق کے تمام اعلیٰ اصولوں پر پانی پھیر دیا ہے ۔ اور دہریت کو پھیلا دیا ہے ۔ مذہب جس شئے کا نام تھا اُس کا نام و نشان مٹ چکا ہے

یورپ کی قوموں کا ہی اگر یہ حال ہوتا تب بھی ضرور تھا کہ کوئی روحانی معلم آتا ۔ مگر مسلمانوں کی حالت بھی بگڑ گئی ۔ اُن کے ایمانیات اور اخلاق و عادات میں ایک عظیم زلزلہ آیا ہے ۔ وہ اسلام کے حرف نام سے آشنا ہیں اس کی حقیقت اور مغز سے بے خبر ہو رہے ہیں ۔ اُن کی عملی اور علمی قوتیں کمزور ہو گئی ہیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر قوموں نے اُن کے مذہب اور ایمان پر حملہ کرنا شروع کر دیا ۔ جب ایسی حالت ہو گئی تو خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اور اس مشابہت اور مماثلت کے لحاظ سے جو سلسلہ محمدیہ کو سلسلہ موسویہ سے ہے ۔ اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مسیح موعود کے نام سے بھیجا ۔ قرآن کریم میں خاتم الخلفاء کی پیشگوئی تھی ۔ اور یہی ذکر تھا کہ ایک مسیح اس اُمت میں آئے گا ۔ اور انجیل میں مسیح نے کہا کہ آخری زمانہ میں میں آؤں گا وہ میں ہی ہوں ۔

اور اس کا راز خدا نے مجھ پر کھولا ہے کہ جو لوگ یہاں سے چلے جاتے ہیں ۔ اُن کی خو خصلت اور اخلاق پر ایک اور شخص آتا ہے ۔ اور اس کا آنا گویا اسی شخص کا آنا ہوتا ہے ۔ اور یہ بات بے معنی اور بے سند بھی نہیں ہے ۔ خود انجیل نے اس عقدہ کو حل کیا ہے ۔

یہود جو مسیح ابن مریم سے پیشتر ایلیا نبی کے آنے کے منتظر تھے ۔ اور ملاکی نبی کی کتاب کے وعدے کے موافق اُن کا حق تھا کہ وہ انتظار کرتے ۔ لیکن وہ چونکہ ظاہر بین اور الفاظ پرست تھے ۔ اسلئے وہ حقیقت سے آشنا نہ ہوئے ۔ اور ایلیا ہی کا انتظار کرتے رہے ۔ جیسا کہ توریت اور نبیوں کی کتابوں میں لکھا تھا ۔ جو وعدہ پر آتا ہے وہی موعود ہوتا ہے ۔ ان کو یہ غلطی لگی کہ مسیح موعود سے پہلے ایلیا آئیگا ۔ اُن کی نظر چونکہ موٹی تھی اور وہ انتظار کرتے رہے کہ ایلیا پہلے آئے ۔

چنانچہ ایک بار وہ مسیح کے پاس گئے اور انھوں نے یہ سوال کیا ۔ آپ نے یہی جواب دیا کہ ایلیا تو آ گیا ۔ اور وہ یہی یوحنا ہے ۔ پھر وہ یوحنا کے پاس گئے اُس سے پوچھا ۔ انھوں نے کہا کہ میں ایلیا نہیں ہوں ۔ چونکہ ان کے دل پاک نہ تھے ۔ اسلئے اس کو تناقض پر محمول کیا ۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ مسیح سچا مسیح نہیں ہے ۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام نے جو کچھ کہا وہ بالکل درست تھا اور اس میں کوئی تناقض نہ تھا ۔ مسیح کا مطلب صرف یہ تھا کہ یوحنا جس کو مسلمان لوگ یحییٰ کہتے ہیں ایلیا کی خو اور طبیعت اور قوت پر آیا ہے ۔ مگر انھوں نے یہ سمجھا کہ سچ مچ وہی ایلیا جو ایک بار پہلے آ چکا تھا ۔ پھر آ گیا ہے ۔ حالانکہ خداتعالیٰ کے قانون مقررہ کے یہ خلاف ہے ۔ اس کا قانون یہی ہے کہ جو لوگ ایکبار اس دنیا سے اٹھائے جاتے ہیں ۔ پھر وہ نہیں آتے ۔ ہاں خداتعالیٰ چاہے تو اُن کی خو اور طبیعت پر کسی دوسرے بندے کو بھیج دیتا ہے ۔ اور شدت مناسبت کے لحاظ سے وہ دونوں دو جدا جدا انسان نہیں ہوتے ۔ بلکہ ایک ہی ہوتے ہیں ۔ غرض حضرت مسیح نے اپنے آنے سے پیشتر ایلیا کے آنے کے وعدہ اور عقدہ کو اس طرح پر حل کر کے ایک فیصلہ ہمارے ہاتھ میں دے دیا ہے

یہ وہ فیصلہ ہے جو خود مسیح نے اپنی عدالت میں اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنے سے پہلے ایک نبی کے دوبارہ آنے کے متعلق کیا ہے ۔

کہ دوبارہ آنے سے مراد اُس کی خو اور طبیعت پر آنیوالے سے ہوتی ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ ایلیا تو یوں آیا یعنی یوحنا ہی اس کی خو اور طبیعت پر آ گیا ۔ لیکن میں خود ہی آؤں گا ۔ اگر اس قسم کی صراحت انھوں نے انجیل میں کی ہے تو وہ بتانی چاہیئے ۔ مگر ایک بھی ایسا مقام نہیں ہے ۔ جہاں انھوں نے اپنی آمد اور ایلیا کی آمد میں تفریق کی ہو ۔ بلکہ ایلیا کے قصہ کا فیصلہ کر کے اپنی آمد ثانی کے مسئلہ کو بھی حل کر دیا ۔ پس ایسی صورت میں ہر ایک طالب حق کے لئے ضروری ہے ۔ کہ وہ اس فیصلہ کے بعد چون و چرا نہ کرے ۔ اور کوئی ایسی بحث نہ کرے جس میں وقت ضائع ہو ۔

(باقی آئندہ)